ماخوذ ہے جو موسمِ بہار کی واپسی پر ہر سال منایا جاتا تھا۔ اس کا نام ایسٹر تھا۔ (THE NEW BOOK OF KNOWLEDGE VOL.5 P.35) — ، موسم خزاں میں درختوں کے پتے جھڑ جاتے ہیں اور وہ سردہ سے معلوم ہوتے ہیں لیکن موسمِ بہار میں نئے پتے نکل آتے ہیں گویا درختوں میں پھر زندگی آجاتی ہے۔ بت پرست اس تہوار کو موسم بہار کی دیوی (اوسٹارا) کی واپسی کی یاد میں منایا کرتے تھے یہ تہوار بہت سی اقوام میں منایا جاتا تھا۔ پادری بی بی رائے آنجہانی لکھتے ہیں۔ بزرگ عالم ایچ ایچ ولسن صاحب نے ہولی (موسم بہار میں ہندوؤں کا مذہبی تہوار۔ ناصر) کے ساتھ چند یونانی، رومی اور دیگر مغربی تیوہاروں اور تماشوں کا مقابلہ کیا ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ قدیم قوموں میں خاص بہار کے موسم میں اس قسم کے تیوہار مانے جاتے تھے" (اہل ہنود کے تیوہار مطبوعہ ۱۹۱۷ء صفحہ ۱۰) عیسائیت میں یہ تہوار انگریزوں کے ذریعے آیا۔ انگریز بھی موسم بہار کی دیوی کی یاد میں تہوار منایا کرتے تھے۔ (WORLD RELIGIONS. P.105) پندرہ روزہ کاتھولک نقیب اس موقع پر رقم طراز ہے "انگریزوں کے مسیحی ہونے سے پہلے وہ لوگ موسمِ بہار کی دیوی مانتے تھے اور اس دیوی کا نام ایسٹر تھا مسیحیوں نے اس دیوی کو بھلا دینے کے لیے موسمِ بہار میں آنے والی مسیحی عید کا نام ایسٹر رکھ دیا" (ایسٹر نمبر ۸۶ء، بحوالہ الشریعۃ مئی ۹۰ء/ص ۳۴) لیکن یہ سراسر سینہ زوری ہے کیونکہ ایسٹر کی دیگر مروجہ رسوم میں بت پرست تہوار کے اثرات اس حقیقت کی نشاندہی کرتے ہیں کہ ایسٹر کا اس تہوار سے کوئی نہ کوئی تعلق ضرور ہے اور اگر عیسائی علماء کی یہ رائے مان بھی لی جائے کہ ایسٹر کا ماخذ قومِ یہود کا تہوار "عیدِ فسح" ہے تو بھی یہ بہر حال ثابت ہوتا ہے کہ عیسائیت کے اندر اس تہوار کی کوئی قابلِ قبول بنیاد نہیں ہے۔ انسائیکلوپیڈیا لکھتا ہے۔ "دو عیسائیت کے عام تہوار یعنی روزہ اور ایسٹر، یہودی اور رومی ماخذ کا مرتبہ ہیں اور اس سے بڑھ کر ان کی بنیادی اصل قدیم مشرق میں پائی جاتی ہے۔ (COLLIER,S VOL.5 P.626 COL.2)

ایسٹر کی جزوی رسوم سے متعلق بھی یہ بات مسلم ہے کہ اس کی بہت سی رسوم مختلف اوقات میں، مختلف مقامات پر وجود میں آئیں۔ اور کچھ رسوم بنیادی طور پر موسم بہار کے بت پرست تہوار اور مقامی رواجوں کے ساتھ وجود میں آئیں۔ (ENCYCLOPDIA AMERICANA V.9 P.561 C.2)

1۔ برّہ کی رسم قدیم یہودی عید فسح سے ماخوذ ہے (دی نیو بک آف نالج ج ۵، ص ۳۵، کالم ۱)
2۔ آگ جلانا، موسم بہار کے بُت پرست تہوار کی یادگار ہے (ایضاً)
3۔ ایسٹر کے دن طلوعِ شمس پر عبادت بت پرست تہوار سے ماخوذ ہے (ایضاً)

بقیہ صفحہ ۳۰ پر

مدیر کے قلم سے

کینیڈا میں پانچ دن

گزشتہ سال شکاگو میں عالمی ختم نبوت و حجیت حدیث کانفرنس کے موقع پر ٹورانٹو سے آنے والے احباب سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے وہاں آنے کی دعوت دی مولانا منظور احمد چنیوٹی نے وہاں جانا تھا اس لیے میں نے بھی شکاگو میں کینیڈا کے قونصلیٹ جنرل میں ویزا کی درخواست دے دی۔ مگر ویزا نہ مل سکا اور متعلقہ حکام نے کہا کہ آپ ویزا پاکستان سے ہی لگوا کر آئیں چنانچہ مولانا چنیوٹی تشریف لے گئے اور میں نہ جا سکا۔

اس سال اسلام آباد میں کینیڈا کے سفارت خانہ سے ویزا لیا اور بیرونی سفر میں ٹورانٹو حاضری کا پروگرام بھی شامل کر لیا۔ ٹورانٹو کینیڈا کا سب سے بڑا شہر ہے کینیڈا شمالی امریکہ میں ہے اور رقبہ کے لحاظ سے روس کے بعد دنیا کا سب سے بڑا ملک ہے، مگر آبادی اس لحاظ سے بہت کم ہے جو دو اور تین کروڑ کے درمیان بیان کی جاتی ہے، عیسائی اکثریت کا ملک ہے اور یہ بات قابل ذکر ہے کہ شمالی امریکہ یعنی ریاستہائے متحدہ امریکہ اور کینیڈا کے عام عیسائی یورپ کے عیسائیوں کی طرح مذہب سے لاتعلق نہیں ہیں بلکہ یہاں مذہب سے وابستگی کا رجحان پایا جاتا ہے۔

۱۴ نومبر کو یو۔ ایس۔ ایئر کی فلائیٹ سے رات تقریباً ساڑھے آٹھ بجے ٹورانٹو ایئرپورٹ پر پہنچا۔ حافظ سعید احمد صاحب نے لینے کے لیے آنا تھا مگر انہیں فلائیٹ کے صحیح وقت کی اطلاع نہ دی جا سکی اس لیے کچھ دیر ایئرپورٹ پر رکنا پڑا، حافظ سعید احمد صاحب ساہیوال (پاکستان) کے رہنے والے ہیں اور گزشتہ اٹھارہ سال سے ٹورانٹو میں مقیم ہیں ان کے والد بزرگوار حضرت مولانا عبد العزیز صاحب قدس اللہ سرہ العزیز جالندھر کے رہنے والے تھے۔ شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی قدس اللہ سرہ العزیز کے خلیفہ مجاز تھے قیام پاکستان کے بعد ساہیوال میں آگئے اور مسجد نور میں آخر وقت تک خطابت کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ انہوں نے وہاں مدرسہ انوریہ کے نام سے ایک درس گاہ قائم کی جس کا

انتظام آخر وقت تک ان کے پاس رہا یہ درس گاہ آج بھی کام کر رہی ہے۔

حافظ صاحب کی آمد تک ایئرپورٹ کی چہل پہل میری توجہ کا مرکز رہی جس میں سکھوں کی آمد و رفت بطورِ خاص قابلِ ذکر ہے سکھ کینیڈا میں بڑی تعداد میں آباد ہیں۔ اور مشرقی پنجاب میں خالصتان کے قیام کی جدوجہد کی سرپرستی بھی کینیڈا سے ہوتی ہے سکھ تھوڑی تعداد میں ہوں تو بھی اپنی مذہبی روایات اور وضع قطع پر کاربند رہنے کی وجہ سے نظر آجاتے ہیں ٹورانٹو ایئرپورٹ پر عملہ اور مسافروں میں سکھوں کی ایک بڑی تعداد نظر آرہی تھی مسلمان بھی یقیناً کافی تعداد میں ہوں گے لیکن مقامی معاشرت میں ضم ہو جانے کے وجہ سے ان کا کچھ پتہ نہیں چل رہا تھا۔

سکھ اپنے معاشرتی امتیاز اور تنظیم کی وجہ سے نفسیاتی طور پر بھی اثر انداز ہیں حتیٰ کہ امیگریشن افسر نے پاسپورٹ چیک کرتے ہوئے مجھے بھی اسی زمرہ میں شمار کرنا چاہا میں نے اس کے سوال پر اپنے کینیڈا آنے کی وجہ یہ بیان کی کہ میں ایک مذہبی راہ نما ہوں اور اپنے ہم مذہب حضرات کے حالات معلوم کرنے کے لیے آیا ہوں تو اس نے پوچھا کہ کیا آپ ٹمپل جائیں گے؟ ٹمپل انگلش میں سکھوں کے گوردوارے کو کہتے ہیں میں نے جواب دیا کہ نہیں میں مسجد جاؤں گا۔

میں ایئرپورٹ پر ایک جگہ بیٹھا حافظ سعید احمد صاحب کا منتظر تھا۔ اور میرے قریب تین چار سردار صاحبان ٹھیٹھ پنجابی میں مصروفِ گفتگو تھے ٹورانٹو میں پنجابی کی یہ گفتگو بہت عجیب لگی ہم زبانی کا اُنس شریکِ گفتگو ہونے پر مائل کر رہا تھا مگر مذہبی رجحانات کا بعد ہچکچاہٹ کی فضا قائم رکھے ہوئے تھا اتنے میں حافظ صاحب آگئے اور انہوں نے مجھے اس ذہنی کشمکش اور سکھوں کے حصار سے باہر نکال لیا۔ حافظ صاحب کے ساتھ ایئرپورٹ پر جناب عبد القادر پٹیل اور ایک بزرگ محمود میاں بھی آئے یہ دونوں حضرات گجرات (انڈیا) سے تعلق رکھتے ہیں۔ اہل گجرات کا دنیا بھر میں ہر جگہ یہ امتیاز دیکھا ہے کہ جہاں کہیں بھی مقیم ہیں دین کے ساتھ وابستگی کو قائم رکھے ہوئے ہیں۔ نماز، روزہ، بچوں کی دینی تعلیم اور گھروں کے مشرقی ماحول کو برقرار رکھنے کے لیے ہر ممکن کوشش کرتے ہیں۔

ٹورانٹو میں جمعیۃ المسلمین کے نام سے ایک تنظیم قائم ہے جس کا مقصد مسلمانوں کی دین سے وابستگی کی حفاظت کرنا اور مساجد و مدارس کا اہتمام کرنا ہے مدینہ مسجد اس کا مرکز ہے۔

اور سوات کے عالمِ دین حضرت مولانا خلیل احمد صاحب جمعیتہ کے امیر اور مدینہ مسجد کے امام اور خطیب ہیں مولانا موصوف کے حکم پر جمعتہ المبارک کے اجتماع اور اتوار کے بروز ظہر کی نماز کے بعد ایک اور اجتماع سے خطاب کرنے کا موقع ملا حاضرین کی اکثریت اہلِ گجرات کی تھی اور ان کا دینی ذوق وشوق قابلِ رشک تھا۔

ایک نوجوان عالمِ دین نے جن کا نام اسعد ہے مغرب کی نماز کے بعد ایک اور مسجد میں کچھ عرض کرنے کی فرمائش کی۔ وہاں بھی حاضری کا موقع ملا اور خوشی ہوئی کہ اس معاشرہ میں بھی مذہب کے ساتھ وابستگی برقرار رکھنے کا خوش گوار جذبہ کچھ دلوں میں موجزن ہے۔

کینیڈا میں پاکستانیوں کی ایک بڑی تعداد آباد ہے لیکن دوسرے مغربی ممالک کیطرح یہاں کے مقیم پاکستانی بھی (اِلّا ماشاءاللہ) صرف ڈالر کمانے کو ہی مقصدِ زندگی بنائے ہوئے ہیں۔ دین اور ملک کے ساتھ وابستگی کے تقاضوں کا احساس دیکھنے میں نہیں آتا۔ باہمی رابطہ اور نظم بھی نہیں ہے، اجتماعیت کا جذبہ اور سوچ سرے سے مفقود ہے، کہیں کہیں اسلامک سنٹر یا مسجد کے عنوان سے کچھ کام ہو رہا ہے تو روایتی گروپ بندی اور مذہبی فرقہ واریت کے رجحانات سے پیچھا نہیں چھوٹتا۔

جمعیتہ علماء ہند کے مرکزی ناظم مولانا فضیل احمد قاسمی ان دنوں کینیڈا آئے ہوئے تھے ان سے مدینہ مسجد میں ملاقات ہوئی اور بھارت کی موجودہ صورت حال، بابری مسجد کے مسئلہ اور مغربی ممالک میں مقیم مسلمانوں کے مسائل پر تبادلۂ خیالات ہوا، انہوں نے بھی بطورِ خاص اس مسئلہ کی طرف توجہ دلائی کہ مغربی ممالک میں مقیم پاکستانیوں پر دینی محنت کی ضرورت ہے کیونکہ مذہب کے ساتھ ان کا لگاؤ دن بدن کم ہوتا جا رہا ہے۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا مہاجر مدنی قدس سرہ العزیز کے خلیفہ مجاز محترم جناب ڈاکٹر محمد اسماعیل میمن مدنی کافی عرصہ سے کینیڈا میں مقیم ہیں۔ ٹورانٹو سے کم وبیش اسی میل کے فاصلہ پر واٹرلو میں ان کا قیام ہے یہاں ایک مسجد میں ان کے فرزند امام وخطیب ہیں۔ اور ڈاکٹر صاحب کا مشن یہاں کے مسلمانوں کو دینی تعلیم اور ذکر وفکر کی طرف راغب کرنا ہے جس کے لیے وہ شب وروز مصروف ہیں۔ دینی تعلیم کے لیے ایک مرکزی دارالعلوم کے قیام کے لیے سرگرمِ عمل ہیں اسی مقصد کے لیے انہوں نے نیاگرا آبشار کے قریب بوفیلو نامی شہر میں آٹھ ایکڑ زمین اور اس پر تعمیر شدہ تین منزلہ عمارت کا سودا کر لیا ہے۔

اور اس کے لیے فنڈ جمع کرنے کی مہم چلائے ہوئے ہیں واٹرلو میں ڈاکٹر صاحب موصوف سے ملاقات ہوئی اور ان سے دارالعلوم کے منصوبہ پر تبادلۂ خیالات ہوا ان کا ارادہ ہے کہ تین چار ماہ میں رقم کی ادائیگی کے بعد عمارت کا قبضہ حاصل کر کے وہ تعلیمی سلسلہ کا آغاز کر دیں گے۔ انشاء اللہ العزیز۔

حافظ سعید احمد صاحب ٹورانٹو کی ایک فرم میں ملازمت کرتے ہیں اور سماجی رابطہ کے محاذ پر بھی سرگرم رہتے ہیں ان کے ہمراہ نیاگرا آبشار اور سی این ٹاور دیکھنے کا اتفاق ہوا نیاگرا آبشار دنیا کے بڑے عجائبات میں شمار ہوتی ہے، کینیڈا اور امریکہ کی سرحد پر واقع ہے۔ ایک طرف کینیڈا ہے اور دوسری طرف یو، ایس، اے کی بوفیلو ریاست ہے درمیان میں ایک چھوٹا سا پل ہے جہاں سے گزر کر لوگ بوفیلو میں داخل ہو جاتے ہیں امریکہ اور کینیڈا کے باشندوں کے لیے دونوں طرف آنے جانے میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے مگر میرے لیے یہ بات مشکل تھی ورنہ بوفیلو شہر جہاں ڈاکٹر محمد اسماعیل مدنی صاحب دارالعلوم قائم کر رہے ہیں۔ اسی پل سے گاڑی پر صرف دس منٹ کے فاصلہ پر ہے وہ جگہ دیکھنے کو جی چاہتا تھا مگر امیگریشن کی رکاوٹوں کے باعث نہ دیکھ سکا۔

نیاگرا آبشار اللہ تعالےٰ کی قدرت کا عجیب مظہر ہے پانی بلندی سے بہت بڑی مقدار میں گہرائی میں گرتا ہے پانی کے گرنے کا شور وہاں سے اٹھنے والے بخارات اردگرد کافی فاصلہ تک پڑنے والی ہلکی ہلکی پھوار اور پانی کی گہرائی سے ابھر کر تھوڑے تھوڑے وقفہ سے جگہ بدلنے والی قوس قزح نے اس جگہ کو ایک ایسا منظر بخشا ہے جسے بار بار دیکھنے کو جی چاہتا ہے۔

سی۔ این ٹاور جو کینیڈین نیشنل ٹاور کا مخفف ہے ٹورانٹو شہر کے وسط میں واقع ہے کہتے ہیں کہ یہ دنیا کی سب سے بلند بلڈنگ ہے، لوگ تیز رفتار لفٹ کے ذریعہ اوپر جاتے ہیں خاصی بلندی پر ایک ریسٹورنٹ اور شاپنگ سنٹر بنایا گیا ہے جہاں سے لوگ یادگار کے طور پر خریداری کرتے ہیں اس سے اوپر آخری بلندی تک جانے کے لیے الگ لفٹ ہے وہاں پہنچ کر اردگرد کا منظر زیادہ واضح نظر آتا ہے شہر کی بڑی بڑی بلڈنگیں جو زمین سے بلند و بالا نظر آتی ہیں وہاں سے بہت چھوٹی دکھائی دیتی ہیں اس دن موسم صاف تھا ورنہ بادل ہوں تو کہتے ہیں کہ بادل اس جگہ سے نیچے ہوتے ہیں اور بادلوں کی وجہ سے نیچے کی کوئی چیز